روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | جمعرات ۲۱۔ ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ، ۴، وفا ہش ۱۳۷۰، ۴۔ جولائی ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۴۸

"اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ"

اعلیٰ خُلق گھروں کو جنّت نشان بنا دیتے ہیں

جن کو اعلیٰ خُلق عطا ہوں۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ ان کے گھر جنّت نشان ہی بنتے ہیں۔ اخلاق کی کمی کے نتیجے میں یہ دنیا ہمارے لئے جہنّم بن سکتی ہے اور امرِ واقعہ یہ ہے کہ اگر اخلاق گھروں کو جہنّم بنا سکتے ہیں تو یہی اخلاق قوموں کو بھی جہنّم میں دھکیل دیتے ہیں۔ یہی اخلاق بنی نوع انسان کے لئے جہنّم پیدا کر دیتے ہیں۔ پس اخلاق کی بہت بڑی اہمیت ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"انسان کا کمال یہ ہے کہ اُس میں حقیقی معرفت اور سچّی فراست جو ایمانی فراست کہلاتی ہے (جس کے ساتھ اللہ کا ایک نُور ہوتا ہے جو اُس کی ہر راہ میں رہنمائی کرتا ہے) پیدا ہو۔ بدوں اس کے انسان دھوکے سے بچ نہیں سکتا اور رسم و عادت کے طور پر کبھی کبھی نہیں بلکہ بسا اوقات سمِّ قاتل پر خوش ہو جاتا ہے .... ہُو حق کے نعرے مارنے اور اُلٹے سیدھے لٹکنے ہی میں اپنی معرفت اور کمال کا انتہا جانتے ہیں۔ اور ناواقف پیر پرست ان باتوں کو دیکھ کر اپنی رُوح کی تسلّی اور اطمینان ان لوگوں کے پاس تلاش کرتے ہیں۔ مگر غور سے دیکھو کہ یہ لوگ اگر فریب نہیں دیتے تو اس میں شک نہیں ہے کہ فریب خوردہ ضرور ہیں۔ کیونکہ سچّا رشتہ جو عبودیّت اور الوُہیت کے درمیان ہے۔ جس کے حقیقی پیوند سے ایک نُور اور روشنی نکلتی ہے اور ایسی لذّت پیدا ہوتی ہے کہ دوسری لذّت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اُس کو ان قلابازیوں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۷۱)

ضلع مانسہرہ کے ۱۷۔احمدیوں پر کیا گذری؟

ضلع مانسہرہ کے امیر جماعت مکرم رانا کرامت اللہ صاحب جماعت احمدیہ میں دینی قربانی اور اسیرِ راہ مولیٰ ہونے کے لحاظ سے ایک مثالی حیثیت رکھتے ہیں وہ تین مختلف مقدمات میں قریباً چھ ماہ مختلف اوقات میں اسیرِ راہِ مولیٰ رہے۔ لیکن ۲۹ اور ۳۰۔ جون ۱۹۹۱ء کی درمیانی شب صبح پونے چار بجے کے قریب وہ ایک دردناک حادثے کی مثال بن کر رہ گئے۔ یقیناً ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔

محترم رانا کرامت صاحب کی اہلیہ محترمہ شریفہ بی بی صاحبہ عمر قریباً ۵۰ سال جو کینسر کی مریضہ تھیں ۲۸۔ جون کو وفات پا گئیں۔ ان کا جسدِ خاکی بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے لئے لے جایا جانا تھا۔ دن بھر جنازہ اور گاڑیوں کی تیاری میں لگ گیا۔ دو گاڑیاں تیار ہوئیں۔ ایک ٹویوٹا ہائی ایس تھی جس میں متوفیہ کے عزیز و اقارب سوار تھے دوسری ڈاٹسن تھی جس میں جنازہ رکھا گیا تھا اس میں بھی متوفیہ کے عزیز اور بعض خدام ساتھ تھے۔

مکرم نور اسلام صاحب جو مکرم رانا کرامت صاحب کے بہنوئی ہیں۔ اس حادثے کی تفاصیل بتاتے ہیں۔ ان کے سپرد قافلے کی روانگی کا پروگرام تھا۔ انہوں نے بتایا کہ روانگی سے تھوڑی دیر قبل ٹویوٹا ہائی ایس کا ڈرائیور اپنے ساتھیوں سے بات کر رہا تھا کہ کسی اور ڈرائیور کا بھی انتظام ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ جو ڈرائیور ساتھ جانے والا تھا وہ پہلے ہی چودہ پندرہ گھنٹے کا جاگا ہوا تھا۔ مکرم نور اسلام نے انکی آپس کی یہ گفتگو سنی تو کہنے لگے کہ یہ بات تم نے پہلے کیوں نہ بتائی؟ لیکن اس کے باوجود فکر نہ کرو ہمارے قافلے میں دو افراد ایسے ہیں جو ماہر ڈرائیور ہیں ایک مکرم یوسف صاحب ہیں جو جی ٹی ایس کے ریٹائرڈ ڈرائیور ہیں اور دوسرے مکرم رانا کرامت صاحب ہیں جنہیں ہر قسم کی گاڑیاں چلانے کا وسیع تجربہ ہے۔ تاہم ڈرائیور نے اس پر اصرار بھی نہ کیا اور بات آئی گئی ہو گئی۔ موت کے فرشتے کی یہ پہلی آہٹ تھی جو مکرم نور اسلام صاحب نے سنی۔

رات ساڑھے آٹھ بجے دونوں گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ روانہ ہُوا۔ رات ساڑھے گیارہ بجے راولپنڈی پہنچے۔ مکرم نور اسلام کی تجویز پر گاڑی کا ڈرائیور پیچھے آ گیا اور مکرم محمد یوسف صاحب (ریٹائرڈ ڈرائیور جی ٹی ایس) نے یہ ٹیوٹا چلانی شروع کر دی۔ گوجر خان کے قریب یہ قافلہ کھانا کھانے کے لئے رکا۔ مکرم نور اسلام صاحب کو خیال آیا کہ جنازہ کے ساتھ تازہ برف رکھوا لینی چاہیئے چنانچہ انہوں نے قریب ایک برف خانے کا پتہ کیا اور جنازہ والی گاڑی لے کر وہاں چلے گئے۔ جہاں برف کے دو بلاک حاصل کئے رقم ادا کرنے لگے تو برف خانے والوں نے رقم لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم جنازہ کی برف کی رقم نہیں لیتے۔

یہاں سے قافلہ جب دوبارہ روانہ ہُوا تو رات کے دو بجے تھے۔ اب ٹیوٹا کے ڈرائیور نے دوبارہ اپنی سیٹ سنبھال لی اور گاڑی چلانی شروع کر دی۔ ٹیوٹا میں ڈرائیور کے ساتھ مکرم ثمر اسلام صاحب عمر ۲۰ سال ابن مکرم نور اسلام تھے اور ان کے ساتھ مکرم خورشید عالم صاحب۔ نور اسلام صاحب نے جو ڈرائیور کے پیچھے والی سیٹ پر تھے آگے بیٹھے ہوئے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا سونا نہیں۔ ورنہ ڈرائیور کو نیند آ جائے گی۔ جب یہ قافلہ سرائے عالمگیر کے قریب پہنچا تو اس کا رخ نہر کے کنارے پر بنی ہوئی پٹڑی پر موڑ دیا گیا۔ نہر کے کنارے کنارے بنی ہوئی اس سڑک کے بالکل ساتھ بے حد چوڑی اور گہری نہر اپر جہلم ہے۔ اس نہر کی پٹڑی پر چڑھتے ہی مکرم نور اسلام صاحب نے ڈرائیور کو کہا کہ بھائی ڈرائیور میں نے سنا ہے کہ اس سے قبل ویگن ایک جنازہ لے کر اس سڑک پر سے جا رہی تھی کہ ویگن جنازے سمیت نہر باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۴ وفا ۱۳۷۰ ہش — ۴ جولائی ۱۹۹۱ء

قول و فعل کی ہم آہنگی

قول اور فعل میں تضاد کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ انسان کہے کچھ اور کرے کچھ۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ انسان دوسروں سے کرتے کے لئے کچھ اور کہے اور خود کچھ اور کرے۔ یہ دونوں صورتیں ناپسندیدہ ہیں۔ یہ کہ انسان کہے کچھ اور کرے کچھ۔ اسے معاشرہ میں بے وقار بنا دیتی ہے۔ لوگ اس پر اعتبار کھو بیٹھتے ہیں۔ اس کی بات کا انہیں یقین ہی نہیں آتا۔ اور اس طرح وہ اپنے لئے مشکلات پیدا کر لیتا ہے۔ اور یہ اس کا اپنا ہی کیا دھرا ہوتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ خود تو کچھ اور کرے اور دوسروں سے کرنے کے لئے کچھ اور کہے۔ صاف ظاہر ہے کہ دوسروں سے کوئی اچھی ہی بات کہے گا۔ کوئی دوسروں سے بُری بات تو کہہ نہیں سکتا۔ لیکن اگر وہ دوسروں سے اچھی بات کہتا ہے اور خود اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ یقیناً خود بُری ہی بات کرتا ہوگا۔ یہ خاص طور پر اس کے لئے نقصان دہ ہے۔ اور لوگوں کے لئے اس طرح نقصان دہ کہ جب وہ اسے وہی بات کرتے نہیں دیکھیں گے تو ان کا اس بات سے اعتماد اُٹھ جائے گا۔ ہوگی تو وہ اچھی ہی بات۔ لیکن اس کی پرواہ نہیں کریں گے۔ گویا کہ ایسا شخص ہر لحاظ سے اپنے لئے بھی اور معاشرہ کے لئے بھی نقصان دہ ثابت ہوگا۔ حالانکہ وہ نہایت آسانی سے اپنے لئے بھی مفید بن سکتا ہے اور معاشرہ کے لئے بھی، اپنے قول و فعل کے تضاد کو مٹا کر۔ اپنی بات اور اپنے کام کو ایک دوسرے سے ہم آہنگ کر کے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے، فرماتے ہیں:۔

”درحقیقت اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان کا قول اور فعل باہم مطابقت رکھتے ہوں۔ اگر ان میں مطابقت نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا (البقرہ: ۴۵) یعنی تم لوگوں کو تو نیکی کا امر کرتے ہو مگر اپنی جانوں کو اس نیکی کے امر کا مخاطب نہیں بناتے بلکہ بھول جاتے ہو اور پھر دوسری جگہ فرمایا (الصف: ۳) مومن کو دو رنگی اختیار نہیں کرنی چاہئیے بزدلی اور نفاق ہر دو مومن سے دور رہتے ہیں ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست اور مطابق رکھو۔“

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مَیں نے ہر تنقید سے سیکھا ہے جینے کا سبق
مَیں نے ہر یادِ مخالف کا کیا ہے سامنا
مجھکو گر گر کر سنبھل جانے کی عادت پڑ گئی
مَیں کسی سے بھی نہیں کہتا کہ مجھکو تھامنا

ابوالاقبال

یادوں کا کوئی موسم تو نہیں ہر موسم میں یاد آتے ہو
منسوب ہے تم سے ہر موسم تم موسم ہی کہلاتے ہو

مَیں رنگ و نُور کی جھلمل میں ہر رنگ سے دل بہلاتا ہوں
تم آنکھ چرا کر میرے ہی اشکوں سے دل بہلاتے ہو

یہ جور و جفا کی رسمیں ہیں یا عینِ وفا کی قسمیں ہیں
جن زخموں پر چھڑکا ہے نمک، ان زخموں کو سہلاتے ہو

کیا تم پہ کوئی قدغن ہے ذرا سوچو تو سہی سمجھو تو سہی
اے خواب میں آنے والو تم تعبیروں میں بھی آتے ہو؟

یہ بات محبت سے بڑھ کر احسان کی حد چھو لیتی ہے
تم میری باتیں مان کے پھر اپنی باتیں منواتے ہو

مَیں بھول کے تم سے ترکِ تعلق کر کے بہت پچھتایا ہوں
تم پہلے پہل کی ناسمجھی کی باتیں کیوں دہراتے ہو

مَیں جو کچھ خط میں لکھتا ہوں وہ اصل مرا مقصد تو نہیں
یاد آتے ہو خط لکھتا ہوں، خط لکھتا ہوں یاد آتے ہو

مَیں بادہ پرستی کی خاطر للچا کے گھٹا کو دیکھتا ہوں
تم دیکھ کے میری سمت، مری آنکھوں سے مینہ برساتے ہو

کچھ لوگ سفر پر نکلے ہیں دل جن کا گواہی دیتا ہے
تم ایسے راہ نوردوں کو خود راہ میں لینے آتے ہو

اس رنگ و نُور کی دنیا میں تم رنگ بھی ہو بے رنگ بھی ہو
تم دن کو روشن کرتے ہو، تم راتوں کو کجلاتے ہو

مَیں اور نسیم چلے آئیں جس وادی میں تم رہتے تم
پر لوگوں کا کہنا ہے تم آج آتے ہو، کل آتے ہو

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

فرماتا ہے حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جس شہر میں مبعوث فرمایا تھا اسمیں قوم ثمود کے نو ائمۃ الکفر رہتے تھے۔ جو رات دن تخریبی سرگرمیوں میں مشغول رہتے تھے۔ اور حضرت صالح کے مشن کو نقصان پہنچانے اور آپ کی اشاعت توحید کی مساعی کو ناکام بنانے کے جدوجہد کرتے رہتے تھے۔ اگر وہ اپنی بڑائی اور عزت کو اصلاحی کاموں میں صرف کرتے اور لوگوں کو صلاحیت اور رشد کے راستہ پر چلانے کی کوشش کرتے تو ان کی عزت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا۔ مگر انہوں نے اس راستہ پر قدم مارا جو انہیں ہلاکت اور بربادی کی طرف لے جانے والا تھا۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ آؤ اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر معاہدہ کرو کہ ایک رات ہم سب مل کر صالحؑ اور اسکے اہل و عیال پر حملہ کرکے انہیں قتل کر دیں گے اور پھر جب اسکے ورثاء ہم سے خون بہا مانگیں گے تو ہم ان سے صاف صاف کہہ دیں گے کہ ہم نے اس کے اور اسکے اہل کے قتل کے واقعہ کو دیکھا تک نہیں۔ اور ہم بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔ اس طرح انہوں نے حضرت صالح کی تباہی کا منصوبہ سوچا مگر انہیں معلوم نہیں تھا کہ آسمان پر ایک خدا موجود ہے جو صالح کی حفاظت کر رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی تدبیریں کیں مگر ان کے بالمقابل ہم نے بھی تدبیریں کیں اور وہ ہماری تدبیروں کو کہاں سمجھ سکتے تھے۔ وہ اسی دھوکا میں مبتلا رہے کہ صالحؑ کے قتل کے منصوبے میں انہیں کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اور وہ سمجھ بھی نہ سکے کہ آسمانی تدبیر غالب آرہی ہے۔ اور ان کی تدبیر ناکام جا رہی ہے چنانچہ دیکھ لو کہ ان کی تدبیروں کے باوجود ہم نے ان ۹ آدمیوں کو بھی اور ان کی قوم کے تمام چھوٹوں اور بڑوں کو بھی جو اس قاتلانہ منصوبہ میں ان کے شریک تھے۔ یا ان کی ہمدردی انہیں حاصل تھی۔ اپنے عذاب کا نشانہ بنا دیا اور ان سب کو تباہ و برباد کر دیا۔ تمہارے سامنے ان کی اجڑی ہوئی بستیاں اور گرے ہوئے مکانات اور مکینوں سے خالی مکان موجود ہیں۔ جو لوگوں کے لئے عبرت کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔ اور اس میں عقل اور دانش رکھنے والی قوم کے لئے بڑا بھاری نشان ہے مگر جو لوگ صالحؑ پر ایمان لائے تھے اور جنہوں نے تقویٰ اور طہارت میں اپنی عمر بسر کی تھی۔ ہم نے ان کو اس عذاب سے بچا لیا اور ان کی ترقی کے سامان پیدا کئے۔

قوم ثمود کا واقعہ بیان کرنے کے بعد (۔) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جسطرح حضرت صالحؑ کے قتل کے لئے ان کی قوم کے ۹ آئمۃ الکفر نے ایک خطرناک سازش کی تھی۔ اسی طرح مکہ کے ۹ ائمۃ الکفر بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے باہم معاہدہ کریں گے اور آخر وہ اس فیصلہ پر پہنچیں گے کہ تمام قبائل مل کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیں۔ مگر جسطرح حضرت صالحؑ کے دشمن ناکام رہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ مکہ کے ائمۃ الکفر کو بھی ناکام کرے گا اور جسطرح اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دی اور انہیں عذاب کے مقام سے نکال کر لے گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو بھی دشمن کے نرغہ سے نکال کر مدینہ لے جائے گا۔ اور آپکی کامیابی اور فتوحات کا دروازہ کھول دے گا۔

ہر شخص جو تاریخ سے معمولی واقفیت بھی رکھتا ہے۔ جانتا ہے کہ کسطرح یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ جسطرح حضرت صالحؑ کے زمانہ میں ۹ بڑے بھاری مفسد تھے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ۹ ہی ائمۃ الکفر تھے۔

۱:۔ سب سے بڑا مفسد جو گویا راس المعاندین تھا۔ ابوجہل تھا۔ جسے مکہ والے ابوالحکم یعنی دانائی کا باپ کہا کرتے تھے۔

۲:۔ دوسرا مفسد ابولہب تھا۔

۳:۔ تیسرا مفسد امیہ بن خلف تھا۔

۴:۔ چوتھا مفسد النضر بن الحارث تھا۔

۵:۔ پانچواں مفسد عقبہ بن ابی معیط تھا

۶:۔ چھٹا مفسد ولید بن مغیرہ تھا۔

۷:۔ ساتواں مفسد عاص بن وائل تھا۔

۸:۔ آٹھواں مفسد عتبہ تھا اور

۹:۔ نواں مفسد شیبہ تھا۔

ان میں سے ابوجہل۔ امیہ۔ عقبہ بن ابی معیط۔ عتبہ اور شیبہ پانچوں جنگ بدر میں مارے گئے۔ النضر ابن الحارث جنگ بدر میں قید ہوا۔ اور پھر اپنے جرائم کی پاداش میں مارا گیا۔ ولید ہجرت کے تین ماہ بعد پاؤں میں تیر چبھ جانے کی وجہ سے ہلاک ہوا۔ عاص بن وائل ہجرت کے دوسرے ماہ اچانک پاؤں سوج جانے سے مر گیا اور ابولہب جنگ بدر کے تھوڑا عرصہ بعد مکہ میں بیمار ہو کر ہلاک ہوا۔

ان لوگوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو نقصان پہنچانے اور آپ کو جسمانی رنگ میں بھی ہر رنگ کا دکھ پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی اور پھر انہوں نے یہیں تک بس نہ کی بلکہ ایک دن قریش مکہ کے تمام رؤساء دارالندوہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اب ہمیں اسلام کے مٹانے کے لئے متحدہ طور پر کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔ اور آخر ابوجہل کی اس رائے پر سب کا اتفاق ہو گیا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک نوجوان چنا جائے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار دے دی جائے۔ پھر یہ سارے کے سارے اکٹھے ہو کر ایک رات محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر حملہ کرکے اسے قتل کر دیں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ چونکہ تمام قبائل کے چنیدہ نوجوان اس میں شریک ہوں گے اسلئے بنو عبد مناف کو یہ جرأت نہیں ہوگی کہ وہ ساری قوم کے ساتھ لڑ سکیں وہ زیادہ سے زیادہ یہی کریں گے کہ خون بہا مانگ لیں۔ سو وہ ہم دے دیں گے۔ غرض انہوں نے یہ تدبیر کی اور اپنے دل میں خوش ہوئے کہ اب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ مگر جس خدا نے حضرت صالحؑ اور ان پر ایمان لانے والے مخلصین کو دشمنوں کی سازش سے محفوظ رکھا تھا۔ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچاؤ کے متعلق بھی تدبیر کی۔ اور ادھر خدا نے اس منصوبہ کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی اور آپ کو ہجرت کی اجازت مل گئی۔ یہ ہجرت کی اجازت درحقیقت اسلام کے غلبہ کی ایک عظیم الشان بنیاد تھی۔ اسی ہجرت کے نتیجہ میں جنگ بدر کی صورت میں اہل مکہ پر وہ عذاب آیا جس نے ان کی طاقت کو بالکل توڑ کر رکھ دیا۔ اور پھر دوسرا عذاب ان پر اسوقت آیا جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ کو فتح کر لیا۔ مکہ والوں پر جو یہ عذاب آیا وہ ان کیلئے نہایت دردناک تھا۔ مکہ کے رؤساء کو لوگوں میں اس قسم کی عزت اور عظمت حاصل تھی کہ لوگ ان کے سامنے بات کرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے۔ اور ان کے احسانات بھی لوگوں پر اس کثرت کے ساتھ تھے کہ کوئی ان کے سامنے آنکھ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ ان کی اس عظمت کا پتہ اس واقعہ سے لگ سکتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جس سردار کو مکہ والوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس نے باتوں باتوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو ہاتھ لگا دیا۔ یہ دیکھ کر ایک صحابیؓ نے اپنی تلوار کا کندہ اسکے ہاتھ پر مارا اور کہا اپنے ناپاک ہاتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو مت لگا۔

اس نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تا کہ معلوم کرے کہ یہ کون شخص ہے جس نے میرے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مارا ہے۔ صحابہؓ چونکہ خود پہنے ہوئے تھے۔ اس لئے ان کی صرف آنکھیں اور اسکے حلقے ہی دکھائی دیتے تھے۔ وہ تھوڑی دیر غور کرکے دیکھتا رہا۔ پھر کہنے لگا تم فلاں شخص ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہاں! اس نے کہا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں میں نے فلاں موقعہ پر تمہارے خاندان کو فلاں مصیبت سے نجات دی تھی۔ اور فلاں موقع پر تم پر فلاں احسان کیا تھا۔ کیا تم میرے سامنے بولتے ہو۔ اب تو احسان فراموشی کا مادہ رگوں میں اس قدر عام ہو چکا ہے کہ کسی پر صبح کو احسان کرو تو شام کو وہ بھول جاتا ہے اور کہتا ہے کیا میں اب ساری عمر اسکا غلام ہی بنا رہوں۔ وہ ساری عمر کے احسانات چھوڑ ایک رات کے احسان کی قدر تک برداشت نہیں کر سکتا۔ مگر عربوں میں احسان مندی کا جذبہ بدرجہ کمال پایا جاتا تھا۔ جب اس نے اپنے احسانات گنوائے۔ تو گویا ایک نہایت ہی نازک موقعہ تھا۔ مگر پھر بھی اس صحابیؓ کی نظریں زمین میں گڑ گئیں اور وہ پیچھے ہٹ گئے۔ اس پر پھر اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنی شروع کر دیں۔ اور کہا۔ میں عرب کا باپ ہوں۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ تم اپنی قوم کی عزت رکھ لو۔ اور دیکھو یہ جو تمہارے اردگرد جمع ہیں یہ تو مصیبت آنے پر فوراً بھاگ جائیں گے۔ اور تمہارے کام آخر تمہاری قوم ہی آئے گی پس کیوں اپنی قوم کو ذلیل کرتے ہو۔ اسی دوران میں اس نے اپنی بات پر زور دینے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منوانے کی خاطر آپ کی ریش مبارک کو پھر ہاتھ لگا دیا اور گو آپ کی ریش مبارک کو اس کا ہاتھ لگانا لجاجت کے رنگ میں ہی تھا اور اس لئے تھا کہ آپ سے وہ اپنی بات منوائے مگر چونکہ اس میں تحقیر کا پہلو بھی پایا جاتا تھا۔ اسلئے صحابہؓ اسے برداشت نہ کر سکے اور جونہی اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کو ہاتھ لگایا پھر کسی شخص نے زور سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر مارا۔ اور کہا اپنے ناپاک ہاتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف مت بڑھا۔ اس نے پھر آنکھ اٹھائی۔ اور غور سے دیکھتا رہا۔ کہ یہ کون شخص ہے جس نے مجھے روکا اور آخر پہچان کر اس نے اپنی آنکھیں نیچی کر لیں۔ اور کہا ابوبکرؓ! میں جانتا ہوں کہ تم پر میرا کوئی احسان نہیں۔ لیکن وہ دوسرے دل پر اس قدر احسان کرنے والی قوم تھی کہ سوائے حضرت ابوبکرؓ کے جس قدر انصار

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالد احمد

دواؤں کا علم

خالد احمد کہتے ہیں کہ اس زمانے میں جبکہ سائنس اور ٹیکنالوجی نے خاصی ترقی کر لی ہے ہم عام طور پر یہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ دواؤں کی ایجاد میں انسان کی ذاتی کوشش کو دخل نہیں ہوگا۔ اسکے برخلاف صرف اُس وقت بات سمجھی جا سکتی ہے جب نہایت غور کے ساتھ ہم اسی سوال کے مختلف پہلوؤں کو دیکھیں۔

سب سے پہلا سوال جو اس سلسلہ میں سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ سب کچھ انسانی کوشش سے ہی معلوم ہوتا تھا تو دنیا میں اس زمین پر آنے والا سب سے پہلا جوڑا کس طرح معلوم کر سکتا تھا کہ وہ کیا کھائے تو کس بیماری سے بچ سکے گا۔ اپنی مختصر سی زندگی میں وہ کتنی کوشش کر سکتا تھا اور کتنی جڑی بوٹیوں کا علم حاصل کر کے اپنے لیئے علاج کی صورتیں پیدا کر سکتا تھا۔ اگر فرض کیجئے کہ پہلے جوڑے کو جن کا نام آدم اور حوا رکھا جا سکتا ہے ملیریا ہو جاتا تو وہ کس کس جڑی بوٹی یا کس کس درخت کی چھال کا تجربہ کر کے یہ معلوم کرتے کہ انہیں کس سے اس مرض سے نجات ملے گی۔

یہ بات تو مانی ہوئی ہے کہ انسان اس دنیا میں آنے والی سب سے آخری مخلوق ہے۔ اور اسکا یہ بھی مطلب ہے کہ اس سے پہلے ملیریا بھی موجود تھا گندے پانی کے جوہڑ بھی جہاں ملیریا کے پیدا ہونیکا سامان مہیا تھا۔ اس پہلے جوڑے کو ملیریا کی علامات سے دوچار ہونا پڑا۔ کیونکہ ملیریا پیدا کرنے والے جراثیم ـــ آپ جو چاہیں انہیں کہہ لیں ـــ نے اپنا کام کر لیا تھا اور یہ جوڑا بیمار ہو گیا تھا۔ اگر اسی جوڑے کو یہ خیال آیا ہو کہ جڑی بوٹیوں سے علاج کیا جانا چاہیئے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سی جڑی بوٹیوں کو استعمال کرتے۔ جڑی بوٹیاں تو ہزاروں کی تعداد میں انکے سامنے تھیں زمین گھاس کی طرح جڑی بوٹیوں سے اٹی پڑی تھی۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ تجربہ کرتے ہوئے کسی زہریلی جڑی بوٹی کا استعمال کر لیتے اور اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ ہر روز جڑی بوٹیوں کا تجربہ کرنے سے انہیں کہاں تک اطمینان حاصل ہو سکتا تھا۔ بیماری بڑھتی رہتی اور انہیں یہ محسوس ہونے لگتا کہ ان کی زندگی کے دن گنے چنے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی کہ اسطرح کرتے ہوئے یہ جوڑا زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔ انہیں زندہ رہنے کے لیئے اس بات کی ضرورت تھی کہ کوئی اور انہیں بتائے کہ وہ کونسی جڑی بوٹی استعمال کریں۔ آخر انسان نے آج بھی ہر قسم کے علاج تو دریافت نہیں کر لیئے اور اسے ہر جڑی بوٹی کے متعلق علم نہیں ہو گیا کہ وہ کس جڑی بوٹی سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہے۔ اسکا تجربہ جاری ہے اور مختلف عوارض کے متعلق وہ آہستہ آہستہ نیا سے نیا علاج معلوم کرنے میں کامیاب ہو رہا ہے لیکن آج سے ہزاروں سال پہلے انسان کے پاس یہ سارا علم موجود نہیں تھا۔ اس وقت دواؤں نے جو فروغ حاصل کر لیا ہے وہ ایک لمبے تجربہ کا نتیجہ ہے۔ جو ان جڑی بوٹیوں کے ماہروں سے حاصل کیا گیا ہے۔ جنہوں نے ان پر الگ الگ تجربات کر کے نتائج اخذ کئے ہیں۔ اسی طرح دنیا کے مختلف علاقوں میں جو مختلف چیزیں استعمال ہوتی رہی ہیں انکو سامنے رکھ کر بھی بعض نئے علوم سامنے آئے ہیں۔ اگر یہ لمبا تجربہ اور اس سے حاصل ہونے والی معلومات دنیا کے سامنے نہ ہوتیں تو آج بھی انسان اتنا ہی بے بس ہوتا جتنا اس دنیا کی پیدائش کے آغاز میں۔

یہ ساری باتیں کہہ لینے کے بعد ہم سمجھتے ہیں کہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جڑی بوٹیوں کے ماہرین کو ان بوٹیوں کی طرف اور انکی صفات کی طرف کس نے توجہ دلائی۔ اگر ہم تجربے کو پیچھے کی طرف لے کر چلیں تو ہمیں اس زمین پر بسنے والے پہلے انسانوں تک پہنچنا ہوگا اور اسطرح ہم پہلے جوڑے کے قریب پہنچ جائیں گے۔ اور پھر ہم یہ سمجھ لیں گے کہ اس پہلے جوڑے نے اپنے علم کو آگے بڑھایا تو ہمیں یہ بھی صاف اور واضح طور پر پتہ چل جائے گا کہ اس جوڑے کو یہ علم اللہ تعالےٰ کی طرف سے دیا گیا تھا۔

جو کچھ اب تک کہا گیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ دواؤں کا اصل اور انکا منبع اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ اور یہی بات آج سے پندرہ سو سال پہلے اسلام کے نبی برحق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی حضورؐ نے فرمایا تھا کوئی متعدی بیماری کسی دوسرے کو خدا کی اجازت کے بغیر نہیں لگ سکتی۔ ایک بدوی عرب نے یہ سوال اٹھایا کہ جب تمام کے تمام اونٹ صحت مند ہوتے ہیں اور وہ صرف ایک بیمار اونٹ ہی سے بیماری میں ملوث ہو سکتے ہیں تو معلوم ہوا کہ بیمار اونٹ سے بیماری آگے چلی۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری بات تو ٹھیک ہے لیکن یہ تو کہو کہ وہ ایک اونٹ جسے تم بیمار کہتے ہو اسے بیماری کہاں سے لگی۔ اس بدوی عرب نے یہ بات سنی اور وہ خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔ دراصل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرمانا یہ چاہتے تھے کہ پہلے اونٹ نے کسی دوسرے اونٹ سے بیماری حاصل نہیں کی بلکہ اللہ تعالےٰ کے بنائے ہوئے جراثیم سے اسے بیماری لگی اور پھر وہ بیماری دوسرے اونٹوں تک پہنچی۔ اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی ایسی بیماری نہیں جسکا اللہ تعالےٰ نے علاج پیدا نہ کیا ہو۔ اسکا دراصل مطلب یہ ہے کہ اگر بیماری کی وجہ خدا تک پہنچتی ہے تو اسکا علاج بھی خدا تک پہنچے گا۔ اس بات سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ خیال کہ متعدی بیماریاں جراثیم سے پھیلتی ہیں بالکل وہی خیال ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے الہاماً پیش فرمایا تھا اسکی دو مثالیں بھی دیکھیں۔ اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق برتن کو سات دفعہ دھویا جائے قبل اس کے کہ اس برتن کو پھر استعمال کیا جائے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کتے کے لعاب میں بیماری موجود ہوتی ہے جو اس برتن تک پہنچے گی اور اس برتن سے آگے انسانوں تک پہنچے گی ایک اور مثال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکھی کے ایک پر میں زہر ہوتا ہے بیماری ہوتی ہے دوسرے میں شفاء ہوتی ہے۔ اور یہ بات اب ثابت شدہ ہے کہ واقعی مکھی کے ایک پر میں زہر موجود ہوتا ہے اور دوسرے پر میں اسکا تریاق۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو معروف معنوں میں لکھے پڑھے انسان نہیں تھے لیکن اس کے باوجود حضورؐ کی فرمودہ باتیں آج سائنس نے ثابت کر دی ہیں۔

مسٹر خالد احمد کہتے ہیں کہ اگر واپس ہم اپنے مرکزی نقطے کی طرف آئیں تو ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ دواؤں کا اصل منبع اور انکا صحیح مخرج اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو سارے اسماء سکھا دیئے اور فرشتوں سے کہا کہ انکے نام بتاؤ۔ یہ آیات ہماری توجہ اس بات کی طرف مبذول کراتی ہیں کہ دراصل اللہ تعالےٰ نے چیزوں کی صفات حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائی تھیں اور ان میں یقیناً ادویہ کے نام اور ان کی صفات بھی تھیں۔ قرآن مجید میں ہی ایک اور جگہ پر یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے شہد کی مکھی کو وحی کی۔ اور یہ اسی وحی کے نتیجہ میں از خود شہد بناتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس شہد میں جو صفات رکھی ہیں ان سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ جہاں تک شہد کا تعلق ہے یہ بیماریوں کا ایک قدرتی علاج ہے۔ اور اب سائنس دانوں نے بھی یہ ثابت کر دیا ہے کہ انسانی جسم کو جس جس چیز کی ضرورت ہے وہ تمام اجزاء شہد میں شامل ہیں۔ ایک اور دلیل جو اسی ضمن میں دی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ایک نام الشافی ہے۔ اس کے معنے ہیں شفاء عطا فرمانے والا۔ یہ شفاء جسمانی بھی ہو سکتی ہے اور روحانی بھی اور جسمانی شفاء میں بیماریوں کا ذکر ہو سکتا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی صفت ہے اور اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ شفاء کے تمام ذرائع اللہ تعالےٰ نے ہی انسان کو سکھائے۔ دوسرے اسکا نام الرحمٰن بھی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ مہربان ہے ہم اس سلسلے میں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ انسان کو زندہ رہنے کے لئے اور ترقی کرنے کے لیئے جن اشیاء کی ضرورت ہے وہ ساری اللہ تعالےٰ نے اسکے لئے مہیا کر دی ہیں اور اسی لیئے انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ اسکی حمد کرے اور اسکی عبادت کرے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے درختوں کے پتوں اور انکی چھالوں کو ایسی صفات عطا کر دی ہیں جو انسان کی بیماریوں کو دور کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ اگر انسان سوچے تو یہ بھی ایک بہت اہم بات ہے۔ چونکہ انسان اپنے علم اور اپنے عمل اور ہر پہلو میں نامکمل ہے اس لیئے خالد احمد کہتے ہیں کہ اس بات کی ضرورت پیش آتی ہے کہ کوشش کرتے ہوئے وہ

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ——— نون سین

امریکہ اور اسلحہ کی فروخت

امریکی کانگریس کی ایک رپورٹ میں صدر بش پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ باوجود اسکے کہ وہ مشرق وسطیٰ میں اسلحہ کی فروخت کو کنٹرول کرنا چاہتے ہیں ان کی انتظامیہ عالمی طور پر اسلحہ کی فروخت کے ساتھ وہی کچھ کر رہی ہے جو جلتی پر تیل ڈالنے سے کیا جاتا ہے۔ عالمی طور پر اسلحہ کی فروخت کو اس قدر آگے بڑھایا جا رہا ہے کہ اس سے خاصی خطرناک جنگیں ہو سکتی ہیں عالمی فروخت میں جو ممالک اسوقت آگے آگے ہیں ان میں امریکہ سرفہرست ہے اور وہ دنیا کو اتنا اسلحہ فراہم کر رہے ہیں کہ اسکی موجودگی میں ملکوں کے لئے اب آرام سے بیٹھنا ممکن نہیں ہو سکتا۔

یہ رپورٹ کانگریس کے اس محکمہ نے جاری کی ہے جس کا کام ٹیکنالوجی کا اندازہ لگانا ہے اور یہ رپورٹ ایکسپریس کانفرنس کے موقعہ پر ڈیموکریٹک سینیٹرز نے پیش کی تھی۔ ان سینیٹرز نے کانگریس میں ایک بل پیش کیا ہے جس سے بش سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ ایسے ممالک جو اسلحہ فروخت کر رہے ہیں ان سے اس بات کے معاہدوں کی کوشش کریں کہ وہ مشرق وسطیٰ کے ممالک کو نیوکلیئر کیمیکل یا جراثیمی اسلحہ فروخت نہیں کریں گے اور جہاں تک دوسری قسم کے اسلحہ کا تعلق ہے وہ بھی کم فروخت کیا جائیگا۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بش انتظامیہ نے یہ تجویز کی ہے کہ ۲۶ ارب ڈالر کا اسلحہ مشرق وسطیٰ کے مختلف ممالک کو فروخت کیا جائے۔ بش انتظامیہ نے ایک ایسا مرکز بھی قائم کیا ہے جو دفاعی تجارت کا انتظام کرے گا اور اپنے اتحادیوں کو اور نیٹو کو اسلحہ فروخت کرے گا۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ انتظامیہ نے یہ تجویز کیا ہے کہ ایک ارب ڈالر اسرائیل، جاپان، آسٹریلیا اور نیٹو کے اتحادیوں کو قرض دیا جائے تاکہ وہ امریکہ سے اسلحہ خرید سکیں۔ چونکہ اس معاملے میں بش انتظامیہ نے خاصا مضبوطی سے ہاتھ ڈالا ہے۔ کانگریس اس سلسلے میں پالیسی کو تبدیل کروانے کے لئے کئی اہم اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک خدا خوفی نہ ہو اور انسان انتہائی طور پر دیانتدار نہ ہو اس سے دوعلی پالیسی کا نمودار ہونا کوئی عجیب بات نہیں۔ ایک طرف تو صدر بش کی یہ خواہش سامنے آتی ہے کہ مشرق وسطیٰ میں دوبارہ جنگ کا کوئی امکان نہ رہے اور دوسری طرف وہ مشرق وسطیٰ کو اتنا اسلحہ فراہم کر رہا ہے کہ اسی اسلحے کی موجودگی میں خوانخواہ ان ممالک کا آپس میں لڑنے جھگڑنے کو جی چاہے گا۔ ویسے بھی جب انصاف نہ کیا جائے تو انسان کسی ایک طرف جھک جاتا ہے اور اسکا اسطرح جھکنا ساری دنیا کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے امید ہے کہ کانگریس کے یہ سینیٹرز جنہوں نے یہ رپورٹ پیش کی ہے اور جو کانگریس میں ایک بل بھی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی کوششوں میں کامیاب ہونگے اور صدر بش کی انتظامیہ کو اس سے باز رکھیں گے کہ وہ خطرناک آتشیں اسلحہ جس سے بیک وقت بہت زیادہ تباہی آسکتی ہے مختلف ممالک کو فروخت کریں۔

کویت اور اسلحہ

جنگ تو گولہ بارود کے استعمال کے خاتمے کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن جب امن کا زمانہ شروع ہوتا ہے تو اس میں اور کئی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں لڑنی پڑتی ہیں۔ کچھ حکومت کو کچھ لوگوں کو۔ گذشتہ دنوں کویتی حکومت نے اعلان کیا تھا کہ جن لوگوں نے کویتی امریکی اور عراقی فوجیوں سے اسلحہ چھین کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے وہ حکومت کو فوری طور پر واپس کر دیں اسکے لئے ایک تاریخ بھی مقرر کی گئی تھی۔ لیکن اتنی کم تعداد میں لوگوں نے یہ اسلحہ واپس کیا کہ ابھی سے حکومت نے یہ فیصلہ شائع کرنا شروع کیا ہے کہ اسلحہ واپس کرنے کی آخری تاریخ کچھ آگے بڑھا دی جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ جنگ تو ختم ہو گئی ہے۔ لیکن جنگ کے بعد کے حالات بھی ناگفتہ بہ ہیں۔ سیاست کا بھی بحران ہے اور عوام الناس میں امن وامان کا بھی۔ مختلف علاقوں کے لوگ جو کویت میں رہائش پذیر ہیں۔ وہ بھی آپس میں ہاتھا پائی کر رہے ہیں کویتی فلسطینیوں کو نکال باہر کرنا چاہتے ہیں اور الزام یہ دیا جاتا ہے کہ انہوں نے عراقی فوجوں کے داخلے کے بعد عراق کی طرفداری شروع کر دی تھی۔ جو اسلحہ باقی رہ گیا تھا یا جو اسلحہ عوام الناس نے کویتیوں اور عراقیوں سے کسی نہ کسی طرح حاصل کیا تھا اس بات کا احتمال ہے کہ اسے تشدد پسندی کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ آخر اس طرح بندوق ہاتھ آجائے تو خوانخواہ اسکی گولی چلانے کو دل چاہتا ہے۔ اور پھر جو لوگ چھینا جھپٹی کر کے اسلحہ حاصل کرتے ہیں وہ تو اور بھی اس بات پر مائل ہوتے ہیں کہ گولی چلا کر تو دیکھی جائے بیرونی ممالک کے سفارت کار ان حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کویت ایک امن پسند معاشرہ رہا ہے۔ اسلئے اب باوجود اسکے کہ عوام الناس کے پاس اسلحہ آگیا ہے اس بات کا کوئی خطرہ نہیں کہ وہاں لاقانونیت کا دور دورہ ہو جائے گا۔ اور سول وار شروع ہو جائے گی۔ گذشتہ مہینے کراؤن پرنس شیخ سعد العبداللہ الصباح نے اپیل کی تھی کہ تمام اسلحہ واپس کیا جائے۔ لیکن کئی روز کے بعد تک اسکا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ جب ایک پولیس افسر سے پوچھا گیا کہ کیا کسی غیر ملکی نے بھی اسلحہ جمع کروایا ہے تو جواب ملا دو مصریوں نے اور ایک شامی نے۔ اس جواب سے جیسا کہ سب سمجھ سکتے ہیں پتہ چلتا ہے کہ غیر ملکیوں نے اسلحہ واپس کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ آخر ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ سارے ملک میں غیر ملکیوں میں سے صرف دو مصریوں اور ایک شامی کے پاس اسلحہ ہو اور اگر ان تین افراد نے اسلحہ واپس کیا ہے تو ہزاروں نہیں تو سینکڑوں دیگر افراد کے پاس اسلحہ کے موجود ہونے کا امکان ہے۔ جیسا کہ سنا گیا ہے کہ فلسطینیوں پر خاصا تشدد کیا جا رہا ہے۔ اس بات کا بھی ڈر ہے کہ اگر اس تشدد کا ردعمل ہوا تو وہ اسلحہ جو غیر ملکیوں کے پاس ہے وہ کویتیوں کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔

صحت کی باتیں

کتنی سچی بات ہے کہ جینے کے لئے کھاؤ اس لئے نہ جیو کہ کھا سکو۔ یعنی ہماری خوراک ہماری زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے ہونی چاہیئے اور ہمیں کبھی یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ضرور کھائیں گے کیونکہ زندہ ہیں اور کھانے کے سوا اور کرنا ہی کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارا کھانا ہماری زندگی کو برقرار رکھنے کیلئے ہے اور فی الواقعہ یہ بات ٹھیک اور یقیناً ٹھیک ہے تو ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ کھانا اچھا بھی ہو سکتا ہے اور برا بھی۔ اور جہاں اچھے کھانے کا ہمارے جسم اور ہماری زندگی پر اچھا اثر پڑ سکتا ہے وہاں برے کھانے کا ہماری زندگی اور ہمارے جسم پر برا اثر پڑ سکتا ہے۔ اگر ہم اچھا کھانا کھائیں اور صاف پانی پئیں تو یقیناً یہ بات ہماری صحت کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہے اور اگر ہم صرف اتنا کھائیں جتنے کی ہمیں ضرورت ہے۔ بلکہ اس سے بھی کسی قدر کم تو یقیناً یہ بات بھی ہماری صحت کے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے کہتے ہیں کہ معدے کے ایک حصے کو اگر خالی رکھا جائے تو اس سے صحت کو برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ چربی والی اشیاء اور تلی ہوئی خوراک ہمارے لئے کوئی زیادہ مفید نہیں ہے۔ اگر ہم سبزیاں زیادہ کھائیں اور دالوں کا زیادہ استعمال کریں اور اسی طرح تازہ پھل جو بھی موسم کا پھل ہو کھائیں تو یہ بات بھی ہماری صحت کے لئے خاصی مفید ہے۔

جہاں تک پانی کا تعلق ہے، آجکل بعض لوگ ایئر ٹیڈ واٹر یعنی بوتلیں پینا پسند کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ایک مستند ڈاکٹر نے جو یہ بات بتائی ہے کہ سادہ اور صاف پانی پینا زیادہ بہتر ہے۔ یہ بالکل سچی معلوم ہوتی ہے۔ دالوں کا کھانا بھی خاصا مفید ہے۔ بچے عام طور پر سکول کے باہر یا بازار سے ایسی چیزیں خرید کر کھا لیتے ہیں جو ان کے لئے بذات خود بھی مفید نہیں ہوتیں اور ان پر گرد و غبار ہونے کی وجہ سے نہ صرف ان کی افادیت اور بھی کم ہو جاتی ہے بلکہ وہ ضرر رساں بن جاتی ہیں۔ پانی کے متعلق شاید یہ بتانا ضروری ہو اور وہ یہ کہ اگر پانی کے چھ سے آٹھ گلاس روزانہ پئے جائیں تو اس سے گردے بھی صاف رہتے ہیں اور خدا کے فضل سے پیشاب کی بھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور اگر پانی میں تھوڑا سا شہد ملا لیا جائے تو یہ مزید افادے کا باعث ہوتا ہے۔ شہد کا ذکر تو قرآن مجید میں بھی آیا ہے کہ یہ لوگوں کے لئے شفاء کا باعث ہے۔ اور اس سے شفاء حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ ہم جب بھی پانی پئیں اگر شہد میسر ہو تو اس کا تھوڑا سا حصہ یعنی ایک چمچے کے برابر پانی میں ڈال

باقی صے پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر امۃ الباسط خالد ـ نیو جرسی ـ امریکہ ـــــــ یادِ رفتگاں

مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب

میرے پیارے ابا جان مکرم شیخ نصیر الدین احمد ابن ڈاکٹر بدر الدین احمد مورخہ ۱۷ مئی ۹۱ء بروز جمعہ پونے چار بجے ۸ ماہ کا عرصہ شدید بیمار رہنے کے بعد اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے ـ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں ابا جان کو کھانا کھاتے ہوئے تکلیف کا احساس ہوا ـ معائنہ کروانے پہ یہ علم میں آیا کہ خوراک کی نالی کے کینسر میں مبتلا ہیں ـ یہ حقیقت اس قدر تلخ تھی کہ ہم سب کے لئے اس پہ یقین کرنا بے حد دشوار تھا اور سب بے حد پریشان تھے لیکن ابا جان سے ملنے پہ یہ احساس ہوتا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو ـ اسی طرح ہنسنا ہنسانا وہی سب کا دل بہلانا کہتے تھے "کیا ہے بس مجھے ڈبل کینسر ہی تو ہوا ہے"ـ لیکن اندر ہی اندر آپ اپنے آپ کو آخری سفر پہ جانے کے لئے تیار کر رہے تھے اور اپنے سب کام جلد از جلد ختم کرنا چاہتے تھے ـ آپ کی صحت دن بدن کمزور ہوتی جا رہی تھی اور خوراک کی نالی کا راستہ بند ہوتا جا رہا تھا ـ یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا جب اس کینسر نے مائع خوراک کے گزرنے کا راستہ بھی بند کر دیا ـ

جنوری میں خوراک کے لئے معدے میں سوراخ کر کے ایک ٹیوب لگا دی گئی جس کی ان کو بہت تکلیف ہوتی تھی ـ مارچ میں شعاعوں کے علاج کے ذریعے خوراک کی نالی کا راستہ کھولنے کی کوشش کی گئی جو چند دنوں بعد ہی دوبارہ بند ہو گیا ـ اور آہستہ آہستہ کینسر دل، پھیپھڑوں اور پیٹ کے اندر بھی پھیل گیا ـ اور آخر کار ۱۷ مئی ۱۹۹۱ء کو ابا جان کو تمام تکلیفوں سے آرام آ گیا اور ہمارے پیارے ابا جان ہم سب سے بہت دور جا کے آرام کی نیند سو گئے ہمارے ابا جان کو اس قدر تکالیف ہمارے سامنے اٹھانا پڑیں لیکن ہم ان کے لئے کچھ نہ کر سکے ـ اور ہم خدا تعالیٰ کی رضا کے آگے بے بس ـ خدا کی رضا پہ راضی ہوتے ہوئے سب کچھ دیکھتے ہی رہ گئے کہ

ع ـ بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

دنیا ویسے کی ویسے ہے ـ اسی طرح شب و روز دنیا کے تمام کام چل رہے ہیں ـ زندگی کی گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے لیکن کس قدر خاموشی سے اس گاڑی سے ایک مسافر! جو کبھی سب کا دل بہلاتا تھا، سب سے مسکرا کے خوش اخلاقی سے ملنا جس کا شیوہ تھا خاکساری جس کا لباس تھا، ملنساری اس کا کردار تھا مہمان نوازی جس کا زیور تھا ـ وہ مسافر جس کی ذات نے کبھی کسی کو تکلیف نہ دینا چاہی، ہمیشہ اپنی جگہ سے اٹھ کر دوسروں کو جگہ دی ـ وہ مسافر! چپکے سے اس زندگی کی گاڑی سے اترا اور اکیلا اپنی منزل کی طرف چلا گیا! ہم نے جب سے ہوش سنبھالا ابا جان کو سادگی، سچائی، پاکیزگی اور طہارت کا ایک مجسمہ پایا ـ ابا جان کو اعلیٰ تعلیم کا بے حد شوق تھا ـ آپ نے بی ـ ایس سی، بی ٹی، ایم او ایل ـ عربی آنرز ـ ایم اے شاہد مولوی فاضل کی ڈگریاں حاصل کیں ـ بی ایس سی کرنے کے بعد جب ایم ایس سی میں داخلہ لیا تو دادا جان ڈاکٹر بدر الدین نے کہا کہ فوراً ربوہ جا کے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کر دو ـ آپ نے بغیر کسی حیل و حجت کے ایم ایس سی کے دوسرے سال کی تعلیم کو درمیان میں چھوڑ کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا ـ

۱۹۵۵ء میں آپ کو مغربی افریقہ مربی بنا کے بھیجا گیا اور ۱۹۶۰ء میں آپ نے سیرالیون میں احمدیہ سیکنڈری سکول کھولا اور اس کے پہلے پرنسپل کے طور پر کام کیا ـ آپ نے مغربی افریقہ میں ساڑھے گیارہ سال اور زیمبیا میں چار سال تک بطور مربی کام کیا ـ زیمبیا کا مشن کھولنے کا شرف بھی آپ نے حاصل کیا ـ

ابا جان نے ۱۹۷۰ء میں کتاب "عربی گرامر میں پہلا قدم" لکھی ـ اور آپ کی نظموں کا مجموعہ سنہ ۱۹۸۰ء میں "خیالِ منظم" کے نام سے شائع ہوا ـ

ہم نے اپنے بچپن میں بہت تنگی کا زمانہ بھی دیکھا لیکن اس تنگی کی وجہ سے امی ابا جان کو کبھی پریشان نہیں پایا ہمیشہ مسکراتے رہے اور گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھنے کی کوشش کرتے رہے ـ

گھر میں اگر کوئی مہمان آ جاتا تو مہمان نوازی کے لئے جو کچھ بھی گھر میں ہوتا اس کے سامنے پیش کر دیتے اور اگر کوئی مہمان سے یہ پوچھ لیتا کہ کیا آپ کھانا کھائیں گے تو سخت ناراض ہوتے کہ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے ـ جو کچھ ہے سامنے لا کر رکھ دو ـ

بچوں کے ساتھ ابا جان کے پیار کا ایک انوکھا ہی انداز تھا ـ نہایت بے تکلفی، ہنسی مذاق اور دوستانہ ماحول ـ اگرچہ ہم ابا جان کے ساتھ زیادہ عرصہ بچپن کا نہیں گزار سکے لیکن جب بھی آپ افریقہ سے واپس آتے وہی پیار اور دوستی کا احساس ہر بچے کے لئے انہوں نے ایک چھوٹی سی نظم بنائی ہوئی تھی ـ جب بھی کسی سے پیار کا اظہار کرنا ہوتا اس نظم کو نہایت پیار سے انداز میں گاتے ہوئے بچے کو اپنے گلے سے لگاتے ـ

ابا جان کی شدید خواہش تھی کہ ان کے بچوں میں دادا جان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے وقف کا سلسلہ جاری رہے ـ جب خاکسار نے ملتان سے نوکری چھوڑ کے فضلِ عمر ہسپتال جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو نہایت خوش ہوئے اور حوصلہ افزائی کی ـ

آپ کی طبیعت میں نہایت خوشگوار قسم کا ہلکا پھلکا مزاح تھا جس سے کسی کی دل شکنی کرنا کبھی آپ کا مقصد نہیں ہوتا تھا ـ یہ مزاح آخری دنوں تک بدستور اسی طرح تھا اور ذرا سی طبیعت اچھی محسوس ہوتی تو ایسی بات کرتے کہ سب کو ہنسا دیتے ـ جب کوئی عیادت کے لئے آتا تو کسی کو یقین نہیں آتا تھا کہ آپ واقعی اتنی سخت بیماری میں مبتلا ہیں اور اتنی تکلیف برداشت کر رہے ہیں ـ ابا جان سے ملنے پر ہم یہ بھول جاتے تھے کہ ابا جان اتنے بیمار ہیں اور دل میں سوچتے کہ ہم تو ایسے ہی روتے رہتے ہیں ابا جان کو دیکھو کس قدر تکلیف میں بھی کتنی بہادری سے بیماری کا مقابلہ کرتے ہوئے ہمیشہ سب کو ہنسانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ـ خاص طور پر ایسے ڈاکٹروں کے درمیان میں رہتے ہوئے جو مریض کے منہ پر ہی بتا دیتے ہیں کہ تمہاری زندگی کی کوئی امید نہیں!

آج ہمارے ابا جان ہم سب سے اتنی دور جا چکے ہیں لیکن یقین نہیں آتا ـ ایسے لگتا ہے کہ ابھی فون آئے گا اور اپنی بیماری کے باوجود مجھ سے پوچھیں گے کہ "بیٹی تم تو ٹھیک ہو بچے اور میاں کا کیا حال ہے سب ٹھیک تو ہیں نا!"

ہماری فکر میں جس نے ساری عمر گزار دی وہ ہمیں تڑپتا چھوڑ کے اتنی دور چلا گیا کہ اس کو ہماری فکر تھی تو تھی کہ ہم اس کے بارے میں فکر مند نہ ہوں ـ آج تک جب بھی کچھ لکھا ابا جان سے چیک کرواتی رہی ہوں ـ اب سوچ رہی ہوں کہ بجانے ابا جان کو میری یہ تحریر پسند آئے بھی یا نہ ـ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے پیارے ابا جان کو جنت میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا کرتے ہوئے اپنی رضا کی راہوں پہ چلائے ـ

اپنے بچوں کو نماز کا
عادی بنائیں

امۃ المصوّر اعجاز ـــــــ

خان حبیب اللہ خان ایڈووکیٹ

میرے پیارے والد صاحب اپنے خاندان سے واحد احمدی اور ماں باپ کے اکلوتے بیٹے تھے ـ آپ پانی پت کے ایک گاؤں سیوا میں پیدا ہوئے ـ پانی پت شہر میں پرائمری تعلیم مکمل کی اور ہوسٹل کی زندگی گزاری ـ جب آپ ضلع کرنال میں کالج کے زمانہ میں تھے تو آپ کو ایک احمدی سٹوڈنٹ مل گیا ـ جس کے ذریعہ احمدیت کا پیغام آپ تک پہنچا ـ وہ آپ کو چوہدری اعظم علی صاحب سیشن جج کے پاس لے جاتا رہا ـ جج صاحب نہایت ہی مخلص انسان تھے ـ آپ کے اخلاق اور سادگی سے والد صاحب اتنے متاثر ہوئے کہ احمدیت کی طرف راغب ہونے لگے ـ آپ کے دل میں قادیان جانے اور بیعت کرنے کا شوق پیدا ہوا ـ یہ سنہ ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے ـ آپ بزرگانِ سلسلہ سے بھی ملاقات کرتے رہے ان میں میر مہدی حسن صاحب اور حافظ ابراہیم صاحب شامل تھے ـ ان کے اعلیٰ نمونہ کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے ـ انہیں ایام میں ایک رؤیا بھی دیکھا ـ اس کے بعد آپ نے حضرت فضل عمر کے ہاتھ پر بیعت کر لی ـ اور واپس اپنے گھر چلے گئے ـ کچھ عرصہ تو والدین سے یہ بیعت چھپائے رکھی کہ اکلوتی اولاد ہونے کے ناطے والدین کو تکلیف نہ پہنچے ـ آخر قادیان ہی میں ہماری والدہ سے شادی کے بعد بات والدین تک بھی پہنچ گئی ـ

آپ نہایت ہی منکسر المزاج، غریب پرور اور رقیق القلب واقع ہوئے تھے ـ اکثر اوقات حضرت بانی سلسلہ کی تصانیف پڑھتے وقت آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھے ـ والد صاحب نے سنہ ۱۹۴۷ء میں بی ـ اے کیا ـ قادیان ہی میں والدہ سے جب رشتہ طے ہوا تو آپ فوجی خدمات سرانجام دے رہے تھے ـ بعدہٗ پاکستان بننے کے بعد بدوملہی میں دس سال گزارے جہاں اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا ـ پارٹیشن کے وقت آپ حضرت فضل عمر کی زمینوں پر سندھ میں مینیجر تھے ـ ۴۰ سال کی عمر میں ایل ایل ـ بی کیا ـ اور بچوں کی تعلیم و تدریس کے لئے ربوہ قیام کیا ـ

والد صاحب صاف گو اور سنجیدہ عقل کے مالک تھے ـ بات کی تہہ تک پہنچنا اور پھر اس پر قائم رہنا آپ کا اصول حیات تھا ـ حساب دان انگلش و فارسی ادب کے ماہر تھے ـ لٹریچر سے دلچسپی تھی اور مطالعہ کے شوقین تھے ـ جب بھی ہمیں پڑھنے کا موقع ملتا مشکل سے مشکل سوالات کے جوابات زبانی بتا دیتے اور جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی مثال دینی ہوتی تو موقع محل کے مطابق فارسی مثال چسپاں کر دیتے۔ کسی غریب کا دکھ سن کر ان کے مقدمات ہمیشہ مفت کرتے خاص طور پر دکھی خواتین کا کیس بلامعاوضہ کرتے ہر وقت خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے وفات سے چند سال قبل فرمایا کرتے کہ "اللہ سے کیا مانگوں اس نے تو مجھے ہر نعمت سے مالا مال کر دیا ہے اب تو صرف اس کا شکر ہی ادا کرتا ہوں۔

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

اور مہاجر وہاں تھے۔ ان سب پر اُن رئیس کا کوئی نہ کوئی احسان تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے سوا اور کسی میں یہ جرأت نہیں تھی کہ وہ اسکے ہاتھ کو روک سکے۔

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ اس کی کوششوں کو کامیاب کرے اور ان کوششوں میں برکت ڈالتا ہوا ان کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ وہ کہتے ہیں کہ دراصل دعا کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان کوشش بھی کرے اور خدا تعالیٰ سے انکا بہتر نتیجہ بھی مانگے۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

لیں۔ بچوں کو اس طرح شہد پلانا خاصا مفید ہو سکتا ہے۔ ایک بات جو لگتی تو معمولی سی ہے لیکن ہے بہت مفید یہ ہے کہ اگر دو کھانوں کے درمیان بھوک کا احساس پیدا ہو تو بھنے ہوئے چنے کھائیے ہم نے سُنا ہے کہ بسا اوقات چائے کے ساتھ یعنی شام کی چائے کے ساتھ حضرت امام جماعت الثانی (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) چنے کھایا کرتے تھے۔ چنے بھوک کے لئے بھی مفید ہیں اور طاقت کے لئے بھی۔

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

میں گر گئی تھی۔ اس لئے براہ کرم محتاط رہنا ساتھ اینٹوں کی سولنگ ہے اس پر سے گاڑی پھسل بھی سکتی ہے۔ اس لئے گاڑی کو سڑک سے نہ اتارنا"۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈرائیور نے پانی مانگا اور اپنی آنکھوں پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈرائیور نے دوبارہ پانی مانگا اور پھر سے آنکھوں پر چھینٹے دیئے۔ مکرم نور اسلام کہتے ہیں میری عقل ماری گئی میں سمجھ ہی نہ سکا کہ ڈرائیور پر بار بار نیند غلبہ پا رہی ہے۔ موت کے قدموں کی یہ آہٹ ویگن میں موجود کوئی بھی محسوس نہ کر سکا۔

اس کے بعد کیا ہوا؟ معین طور پر کسی کو علم نہیں۔ ٹیوٹا آگے تھی اور ڈاٹسن جس پر جنازہ تھا وہ پیچھے آرہی تھی۔ مکرم نور صاحب کا کہنا ہے کہ ڈرائیور کے ساتھ ثمر اسلام، خورشید عالم صاحب پیچھے بدر اسلام خود یہ اور چند اور مسافر جاگ رہے تھے باقی زیادہ تر سو رہے تھے۔ جو جاگ رہے تھے وہ بچ گئے اور جو سو رہے تھے وہ موت کی آغوش میں پہنچ گئے۔

بہر حال پونے چار بجے اچانک جھٹکے لگنے اور گڑگڑاہٹ کی سی آواز آئی اور یوں محسوس ہوا کہ گاڑی قلابازی کھا گئی ہے گاڑی اچھلی یا پھسلی اس کے بارے میں کوئی بات واضح نہیں ہے۔ نور صاحب کو یوں معلوم ہوا کہ گاڑی کے شیشے سے پانی کی سطح نظر آرہی ہے۔ یہ سمجھے کہ گاڑی ڈوب گئی ہے اور وہ گاڑی کی چھت پر ہیں۔ انہوں نے آواز دی میں سب کو نکالتا ہوں لیکن چند ہی لمحے کے بعد گاڑی ڈوبنے کی گڑگڑ کی آواز آئی اور پاؤں پانی میں معلق ہو گئے۔ تب انہیں خیال آیا کہ گاڑی تو اب ڈوبی ہے۔ وہ کہتے ہیں معلوم نہیں میں کس طرح باہر نکلا۔ میں تیرنا کوئی خاص نہیں جانتا۔ چند ہاتھ پاؤں مارے تو میرے ہاتھ میں کنارہ آگیا اور میں چند لمحوں میں کنارے پر پہنچ گیا۔ اس وقت اندھیرا تھا مگر چاند کی چاندنی میں روشنی ہو رہی تھی وہ کہتے ہیں میں کنارے پر پہنچا ہی ہوں تو دیکھا کہ میرا بیٹا ثمر اسلام کنارے پر پہلے سے موجود ہے۔ میں نے فوراً سوال کیا بدر (میرا دوسرا بیٹا) کہاں ہے؟ اس کے ساتھ ہی نہر پر نظر پڑی تو دیکھا کہ بدر نہر کے کنارے پر بہتا جا رہا ہے اور چند ہی لمحوں میں وہ بھی کنارے پر تھا اتنے میں نصیر عالم ابن خورشید عالم بھی آگئے یوں ہم چار آدمی کنارے پر تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ اب کیا کریں ویگن میں پھنسے ہوؤں کو کیسے نکالیں۔ اتنے میں عین نہر کے درمیان میں سے کسی کے کراہنے کی آواز آئی ہم متوجہ ہوئے تو پتہ چلا کہ یہ امۃ المجید بنت مکرم رانا کرامت اللہ صاحب تھی اور عین درمیان میں بہتی اور کراہتی جا رہی تھی۔ نور اسلام صاحب نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ اسے نکالنے کے لئے میں جاتا ہوں مگر ان کے بیٹے تو فوراً ان کو پکڑ لیا اور کہا کہ ابا آپ تیرنا نہیں جانتے اسے کیسے نکالیں گے خود بھی ڈوبیں گے۔

وہ کہتے ہیں کہ مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ نہر بہت گہری ہے کیونکہ جس جگہ ویگن غرق ہوئی تھی وہاں اب کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ لیکن بہتی ہوئی عزیزہ بچی کو بچانا ضروری تھا۔ ہم اور تو فوری طور پر کچھ نہ کر سکے دیوانوں کی طرح کنارے کے ساتھ ساتھ دوڑنا شروع کیا۔ اور اندازہ یہ ہوا کہ یہ عزیزہ خود ہی کنارے کی طرف آرہی ہے مگر بے حد سست رفتاری سے آخر ان کی تجویز پر انہوں نے ان کے دونوں بیٹوں نے اور مکرم نصیر عالم صاحب نے ایک دوسرے کو بے حد مضبوطی سے پکڑ کر ایک زنجیر بنالی۔ اس طرح مکرم نور اسلام صاحب نہر میں اتر گئے۔ اس زنجیر کا دوسرا کنارہ خشکی پر تھا اب یہ چاروں لوگ ساتھ ساتھ بڑھتے ہوئے عزیزہ امۃ المجید تک بڑھ رہے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پہنچانے کی کوشش کی مگر احساس ہوا کہ ہاتھ نہیں پہنچ رہا۔ اس کے بعد انہوں نے ترچھا ہو کر پاؤں سے عزیزہ کے سر کو پکڑنے کی کوشش کی تو وہ نزدیک ہو گئی انہوں نے جھپٹ کر عزیزہ کا سر اپنی گرفت میں لے لیا اور ساتھیوں کو آواز دی کہ کنارے کی طرف چلو۔ اس طرح سے عزیزہ امۃ المجید کی جان بچ گئی مگر وائے افسوس کہ عزیزہ کے تینوں بچے جن کی عمریں دو سے ساڑھے چھ سال تھیں ڈوب گئے۔ اس دوران میں زندہ بچ جانے والے باقی دو افراد یعنی مکرم فقیر محمد صاحب اور مکرم خورشید عالم بھی کنارے پر پہنچ گئے تھے۔ یہ سات حرماں نصیب کنارے پر بیٹھے آہیں بھر رہے تھے۔ جن کے حواس بجا تھے انہوں نے شور مچایا۔ مدد کے لئے پکارا۔ تھوڑی دور کچھ لوگ نظر بھی آئے مگر کوئی مدد کو نہ آیا۔ یہ سارا حادثہ پندرہ منٹ کے اندر اندر ہو گیا۔ اب پانی کی خونین لہریں پُرسکون تھیں!!!

تھوڑی دیر کے بعد روشنی ہونے لگی۔ تو لوگ آنے لگے۔ قریب ہی ایک گاؤں پنڈ رسول نامی کا اڈہ تھا۔ گاؤں کی مسجد میں حادثے کا اعلان کیا گیا تو مرد عورتیں بچے وغیرہ آگئے۔ بچ جانے والوں کو چائے پلائی۔ ان کے بھیگے ہوئے کپڑوں میں انہیں سردی لگ رہی تھی۔ گاؤں والوں نے انہیں کپڑے بھی دیئے اور یہ بدنصیب وہیں کنارے پر بیٹھے رہے۔

مکرم نور اسلام صاحب کا کہنا ہے کہ ڈرائیور کنارے پر تھا پیچھے آنے والی گاڑی ڈاٹسن میں سوار مکرم ہدایت اللہ بابر صاحب ابن مکرم رانا سلامت اللہ صاحب کا اندازہ ہے کہ گاڑی ڈوبنے سے پہلے ہی ڈرائیور نے چھلانگ لگا دی۔ چونکہ اس کے کپڑے گیلے نہیں تھے اس لئے یہ خیال پیدا ہوا!! کنارے پر بیٹھے ہوئے مکرم نور صاحب نے ڈرائیور سے پوچھا کہ حادثہ کیسے ہوا تو اس نے کبھی کہا کہ ٹائی راڈ کھل گیا تھا اور کبھی کہا کہ ایکسل ٹوٹ گیا تھا۔ تاہم بعد کی غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق پولیس کے سامنے ڈرائیور نے اعتراف کر لیا ہے کہ اسے نیند آگئی تھی۔ ڈرائیور پولیس کی حراست میں ہے۔

حادثے کے تھوڑی دیر کے بعد مکرم بابر صاحب حادثے کی اطلاع دینے کے لئے آگے چلے گئے۔ زخمیوں میں مکرم فقیر محمد صاحب تھے جن کو شیشے لگے تھے اور خون بہہ رہا تھا۔ یہ بزرگ آدمی ہیں انکی عمر ۶۵/۷۰ سال کے لگ بھگ ہے۔ اس وقت یہ فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ دوسرے زخمی مکرم خورشید عالم صاحب ہیں انکی عمر تقریباً ۵۵ سال ہے ان کے بازو پر چوٹ آئی تھی۔ جنازے والی ڈاٹسن زخمیوں کو لے کر چلی گئی جہاں منڈی بہاؤالدین کے ہسپتال میں ان کو طبّی امداد دی گئی۔ بعد ازاں یہ ویگن ربوہ پہنچ گئی۔

حادثے کی اطلاع ربوہ پہنچی تو نظارت امور عامہ فوری طور پر حرکت میں آگئی۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے عہدیداروں نے بھی فوری انتظام کیا اور فضل عمر ہسپتال کی ایک ایمبولینس مع ڈاکٹر مکرم رانا منور صاحب ہسپتال کا عملہ طبّی امداد کے ضروری ساز و سامان اور مجلس خدام الاحمدیہ کی ایک گاڑی صبح ساڑھے سات بجے ربوہ سے روانہ ہو گئی اور نو بجے کے قریب جائے حادثہ پر پہنچ گئی۔ ناظر صاحب امور عامہ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے خصوصی طور پر بے حد مستعدی اور ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔

اس دوران علاقے کی انتظامیہ کو بھی خبر مل گئی تھی۔ سرکاری عملہ اور غوطہ خور بھی پہنچنے شروع ہو گئے۔ کرین بھی آگئی جس نے گاڑی کو کھینچ کر نہر سے نکالا۔ اس میں سے لاش برآمد ہوئی۔ صبح نو بجے تک چار لاشیں مل چکی تھیں ان میں صبح چھ بجے ایک بچی عزیزہ صائمہ بنت کرامت اللہ صاحب کی لاش ملی۔ یہ بچی ۱۹ سال کی عمر کی تھی

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ سے آگے

اور بی اے کی طالبہ تھی۔ دو بچیوں کی لاشیں جائے حادثہ سے دو کلومیٹر آگے ملیں۔ جبکہ ایک لاش اگلے روز ملی۔ باقی چار لاشیں بدھ کی دوپہر تک کی اطلاع کے مطابق نہیں ملیں۔

اس حادثے میں ۹ احمدی فوت ہو گئے۔ بدھ کی دوپہر تک کی اطلاع کے مطابق جن چار افراد کی لاشیں ابھی تک نہیں ملیں ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مکرم رانا کرامت اللہ صاحب امیر ضلع مانسہرہ عمر ۵۵ سال۔

۲۔ مکرم محمد یوسف صاحب ریٹائرڈ ڈرائیور جی ٹی ایس۔ یہ داتا کے ہیں اور ان کی عمر قریباً ۵۵ سال ہے۔

۳۔ مکرم انیس صاحب عمر ۳۵ سال آف داتا ابن مکرم صوبیدار عبدالرحیم صاحب۔

۴۔ مکرم مبشر احمد صاحب عمر ۲۵ سال ابن مکرم فضل الرحمٰن خانصاحب آف ایبٹ آباد۔

جن وفات یافتگان کی لاشیں مل گئی ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱:۔ مکرم عطا محمد صاحب عمر ۴۰ سال آف داتا ضلع مانسہرہ

۲:۔ عزیزہ مکرمہ صائمہ بنت مکرم رانا کرامت صاحب عمر ۱۹ سال

۳:۔ عزیزہ طاہرہ احمد ابن مکرم محمد عارف صاحب عمر ساڑھے چھ سال (نواسہ مکرم رانا کرامت صاحب)

۴:۔ عزیزہ منصورہ عارف بنت مکرم محمد عارف صاحب عمر ۵ سال (نواسی مکرم رانا کرامت صاحب)

۵:۔ عزیزہ ناہیدہ بتول بنت مکرم محمد عارف صاحب عمر ۲ سال (نواسی مکرم رانا کرامت صاحب)

اوپر درج تینوں بچے (نمبر ۳-۴-۵) عزیزہ امۃ المجید صاحبہ بنت مکرم رانا کرامت صاحب کے بچے ہیں۔ عزیزہ خود بچ گئی ہیں۔

زندہ بچ جانیوالوں کے نام

۱:۔ مکرم فقیر محمد صاحب عمر ۶۵/۷۰ سال زخمی ہیں فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

۲:۔ مکرم خورشید عالم صاحب عمر ۵۵ سال بازو پر چوٹ آئی منڈی بہاؤالدین ہسپتال میں زیر علاج رہے اب ان کے بیٹے انکو واپس لے گئے ہیں۔

۳:۔ مکرم نصیر عالم صاحب ابن مکرم خورشید عالم صاحب عمر ۲۵ سال یہ کراچی میں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔

۴:۔ مکرم نور اسلام صاحب ابن مکرم سید اسلام خان صاحب عمر ۴۲ سال۔ یہ مکرم رانا کرامت صاحب کے بہنوئی ہیں۔

۵:۔ مکرم ثمر اسلام صاحب ابن مکرم نور اسلام صاحب عمر ۲۰ سال۔

۶:۔ مکرم بدر اسلام صاحب ابن مکرم نور اسلام صاحب عمر ۱۸ سال

۷:۔ عزیزہ مکرمہ امۃ المجید صاحبہ بنت مکرم رانا کرامت صاحب عمر ۲۶ سال

۸:۔ ڈرائیور۔

نماز ہائے جنازہ

جس موصیہ مکرمہ شریفاں بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم رانا کرامت صاحب کا جنازہ آرہا تھا ان کی نماز جنازہ ۳۰ جون کو دن کے ایک بجے احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھائی جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

دیگر چار وفات یافتگان کی نماز جنازہ اسی روز نماز عصر کے بعد محترم ناظر صاحب نے ہی بیت المبارک میں پڑھائی۔ اور آخری جنازہ یکم جولائی کو صبح نماز فجر کے بعد بیت المبارک میں ہوا۔ حادثے کے تمام وفات یافتگان کی تدفین قبرستان عام عا۱ میں ہوئی۔

ملکی خبریں

⭘ آزاد کشمیر کے وزیر اعظم نے پچھلے دنوں ہونے والے انتخابات کو کالعدم قرار دیتے ہوئے الیکشن کمیشن کو ختم کر دیا ہے اور ایک عدالتی کمیشن مقرر کیا ہے جو انتخابات میں دھاندلی کی تحقیقات کرے گا۔ آزاد کشمیر کے چیف سیکرٹری اور انسپکٹر جنرل پولیس کی خدمات بھی وفاقی حکومت کو واپس کر دی گئی ہیں۔ نگران وزیر اعظم نے الزام لگایا ہے کہ وفاقی حکومت نے ایک مخصوص جماعت کو کامیاب کرانے کے لئے اڑھائی کروڑ روپے تقسیم کئے انہوں نے چھ جولائی سے احتجاجی تحریک شروع کرنے کا اعلان بھی کیا۔

⭘ اخباری اطلاعات کے مطابق وفاقی حکومت نے جام صادق کے خلاف چارج شیٹ تیار کر لی ہے اور حکومت سندھ اسمبلی کو توڑ کر گورنر راج نافذ کرنے پر غور کر رہی ہے۔

⭘ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے متنبہ کیا ہے کہ اگر سندھ کے حالات پر فوری توجہ نہ دی گئی اس کا حشر "مشرقی پاکستان" سے مختلف نہ ہو گا۔

⭘ بھٹو خاندان کے آبائی گاؤں گوٹھی خدا بخش پر ڈاکوؤں نے حملہ کر کے بے نظیر بھٹو کے مینجر سمیت کئی افراد کو اغوا کر لیا۔

⭘ صدر مملکت نے ایک آرڈی ننس جاری کیا ہے جس کے تحت ناجائز اسلحہ جمع نہ کروانے والے کو عمر قید اور جائیداد کی ضبطی کی سزا دی جائے گی۔

⭘ ملتان میں چھرا گروپ کے دو افراد براز ٹاؤن کی ایک کوٹھی میں دیوار پھاند کر داخل ہو گئے مگر خواتین کے شور مچا دینے پر واردات کئے بغیر فرار ہو گئے۔

⭘ منگل کی درمیانی رات پشاور کے علاقہ میں چار نقاب پوشوں نے دو خواتین کو چھرے مار کر ہلاک کر دیا۔

غیر ملکی خبریں

⭘ لبنان کے شہر سیدون کے مشرقی علاقہ میں لبنانی فوج اور فلسطینیوں کے درمیان شدید لڑائی ہو رہی ہے۔ فریقین بھاری توپخانہ استعمال کر رہے ہیں۔

⭘ خبر ملی ہے کہ یوگوسلاویہ کی وفاقی فوج اور آزادی کا اعلان کرنے والی ریاست سلووینیا کے درمیان دوبارہ لڑائی چھڑ گئی ہے جس میں بہت سے لوگ ہلاک اور زخمی ہو گئے ہیں۔

⭘ امریکہ نے چین کو دھمکی دی ہے کہ اگر اس نے پاکستان کو میزائل فروخت کئے تو اس کے خلاف پابندیاں عائد کر دی جائیں گی۔

⭘ بھارتی ریاست آسام میں علیحدگی پسندوں نے ایک روسی انجینئر اور ۲۰ بھارتی افسروں کو اغوا کر لیا۔

⭘ امریکی صدر بش اور روسی رہنما گورباچوف کے درمیان ۱۷ جولائی کو لندن میں ملاقات ہو رہی ہے۔

⭘ الجزائر حکومت نے اسلامی سالویشن فرنٹ کو کالعدم قرار دے کر اس کے دفتر پر قبضہ کر لیا ہے۔ بعض مقامات سے فرنٹ کے حامیوں اور فوج کے درمیان جھڑپوں کی خبریں ملی ہیں۔ ۸۰۰ افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

ماہوار فیس میں زبردست خصوصی رعایت

۱۰۔ جولائی ۱۹۹۱ء تک الیکٹریشن۔ ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ کورسز مدت ۶ ماہ میں داخل ہونے والوں کو -/۵۰ روپے ماہوار فیس میں رعایت دی جائے گی۔ داخلہ کیلئے کم از کم تعلیمی معیار مڈل پاس ہے۔ امتحان حکومت لیتی ہے اور وہی سند جاری کرتی ہے۔ میٹرک میں فیل ہونے والوں یا جنہیں کالجوں میں داخلہ نہیں ملا ہے انہیں بیکار رہنے کی بجائے اس خصوصی رعایت سے فائدہ اٹھا کر اپنے لئے اور ملک کی ترقی کیلئے ہنر سیکھنا چاہیئے۔

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ (منظور شدہ)

فون ۵۹۲

TRAVELLING TO LONDON

TROUBLE FREE ARRANGEMENTS, GROUP TRAVEL FACILITIES, AND INDIVIDUAL CARE. WE DON'T CLAIM! WE HAVE DONE IT BEFORE. WE ARE DOING IT AGAIN. FOR DETAILS & BOOKING CONTACT: MR. LATIF-UR-REHMAN BY 10th JULY 91.

ROOMI TRAVELS (PVT.) LIMITED

6, 7 HOTEL MID EAST, DR, DAUD POTA ROAD, CANTT STATION KARACHI 75530

PHONES: 515161- 515209- 521377- 529624

IATA GOVT. LICENCE NO. 1329